Fikr-o-Nasar (Islamabad) 17:7 (1980)

عظیم ترین معلمِ انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

دعوتِ ارشاد کی آفاقی خصوصیات

ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا
ترجمہ۔ پروفیسر کرم حیدری

اس مختصر سے مقالے کا نفسِ مضمون یہ ہے کہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب اور تعلیمات کی اُن خصوصیتوں کی نشان دہی کروں جن سے اس حقیقت کا اثبات ہوتا ہے کہ آنحضورؐ کا منصبِ ارشاد آفاقی ہے اور بدیں وجہ اس کا تعلق تمام انسانیت سے ہے اور یہ اس آفاقی تنظیم کار کا ایک حصہ ہے جو تمام کائنات پر کارفرما ہے۔ اس مقالے میں آفاقیت کی اصطلاح مختلف حوالوں سے مستعمل ہے۔ اس سے مراد ایک ایسی شے ہے جو کائناتی ہے یہ آفاقیت کے خصائص کا اظہار بھی کرتی ہے جن میں اس کی مکمل جامعیت، تکمیل اس کا وسیع ترین حیطۂ اطلاق، اس کی تعمیم یا ایسی خصوصیت جو عربی کی اصطلاحات "کل" (یعنی آفاقی) اور "عام" (یعنی عمومی) کے علاوہ "کامل" یعنی مکمل اور جامع کے مفاہیم کا احاطہ کرتی ہے شامل ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جوہرِ ذات اور شخصیت

آنحضورؐ کے منصب ارشاد کی آفاقیت آپؐ کے جوہرِ ذات اور شخصیت کا جس سے آراستہ کر کے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کرۂ ارض پر مبعوث فرمایا ہے ماحصل ہے۔ حضور کی مختلف احادیث اور آپؐ کے معیارِ ذات کے بارے میں عمومی تذکرے سے یہ امر

واضح ہے کہ اپنے جوہر ذات کے اعتبار سے آپؐ الانسان الکامل یعنی ایک ایسی شخصیت ہیں جو اپنے وجود میں ان تمام لوازم کو سموئے ہوئے ہے جن سے کاملیت ظہور میں آتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کی ان تمام ارتقائی کارپردازیوں کی انتہائی مثالیت کا پیکر ہیں جو کائناتی ارتقا کا ہدف مقصود رہی ہے ایک صوفی حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک کے مطابق باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اے پیغمبر! اگر اس کائناتی سلسلۂ تخلیق و ترتیب میں آپ کا وجود نہ ہوتا تو میں آسمانوں اور زمینوں اور کائنات کے اندر جو کچھ ہے اسے پیدا نہ کرتا۔ بلاشبہ ان الفاظ سے اس امر کی نشان دہی ہوتی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت تمام کائنات کی انتہائی مثالی صورت ہے۔ اس لئے آپؐ کو آفاقی پیغمبر کہا جا سکتا ہے کیونکہ آپؐ حقیقتاً ایسے ہی ہیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے بھی آفاقی پیغمبر ہیں کیونکہ آپؐ کی ذات میں خدا تعالیٰ کا وہ آفاقی منشا منعکس ہے جو تمام عالم انسانیت پر مقتدر ہے آنحضورؐ کی بعثت کے بعد اقوام عالم کا عروج و زوال ان اصول و نظریات کی اساس پر مبنی ہے جو خالق کائنات کے وضع کئے ہوئے اور اس کرۂ ارض پر تمام زمانوں کے دوران نمودار ہونے والی ارفع ترین شخصیت یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں انعکاس پذیر ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تین زمروں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ پہلا زمرہ اُن انبیاء علیہم السلام کا ہے جو نبوت تنزیہیہ کی صف میں آتے ہیں یعنی وہ انبیاء جنہوں نے حقیقت نہائی یعنی خدا تعالیٰ کو کسی اعانت مظہری کے بغیر تنزیہہ کی صورت میں دیکھا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کو بلا کافیہ (بغیر کسی صورت کے) دیکھا ہے۔

دوسرا زمرہ یعنی زمرۂ نبوۃ تشبیہیہ اُن انبیائے کرام کا ہے جنہوں نے حقیقت

نہائی یعنی خدائے تعالیٰ کا مظہری صورت میں مشاہدہ کیا ہے جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کو تجلی یعنی برق پاش نور کے پردے میں دیکھا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے بیشتر پیرو ترفیع ذات کی اس سطح تک نہ پہنچ سکے کہ ان کو منزہ عن الوجود خدا کی ذات کا عرفان حاصل ہوتا۔ ایک ایسا خدا جس کے متعلق حرف و لفظ کی صورت میں کچھ نہ کہا جا سکے اور الفاظ بھی جس کے بیان سے قاصر ہوں۔ اس (ذہنی کشاکش) کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے زمانے کے انسانوں کی اکثریت فنا کے گھاٹ اتر گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار خارجی صورت میں الجھ گئے اور انہوں نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی لہٰذا انہیں سرزنش ہوئی۔ انبیائے کرام کا تیسرا زمرہ وہ ہے جو جامع التشبیہ والتنزیہہ ہے اور دونوں صورتوں یعنی صورتِ مظہریہ اور صورتِ تنزیہیہ یا منزہ عن الوجود اور منعکس فی الوجود دونوں پہلوؤں کو ذریعۂ عرفان بناتا ہے یہ زمرۂ جامعیہ یا تکمیلیہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرے کے انبیاء کا ہے جن کا حقیقت حقہ کا عرفان مکمل طور پر جامع اور آفاقی ہے اور جس سلسلہ میں ہر قسم کے انسانوں کے لئے راستہ کھلا ہے جیساکہ شاہ ولی اللہ نے ایسے لوگوں کو آٹھ زمروں میں تقسیم کیا ہے۔

دعوتِ ارشاد

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منصبِ ارشاد آفاقی ہے کیونکہ یہ دین اسلام کے قیام پر منتج ہوتا ہے اور دینِ اسلام آفاقی اور تمام عالم انسانیت کے لئے فطری دین ہے آپ کا منصب رشد و ہدایت کسی ایک قوم یا تاریخ کے کسی ایک عہد کے لئے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔

آپ کی دعوتِ ارشاد اس آفاقی قانون سے ہم آہنگ ہے جو عام انسانیت کے ارتقاء، نشوونما، ترقی اور پیش رفت کے فطری اسالیب عمل پر حاکمانہ حیثیت کا

حاصل ہے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم (آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا) یہ حقیقت فرد اور اجتماع کی زندگی کے مختلف دوائر کے بارے میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے تکامل اور جامعیت سے بالکل واضح ہے۔

فرد

فرد کے دائرۂ حیات میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اس کی زندگی کے جسمانی، دماغی، ذہنی اور روحانی تمام پہلوؤں میں اس کے جوہر ذات اور شخصیت کی نشوونما اور تکمیل کی ضامن ہیں آپ کی دعوتِ رشد و ہدایت کا مقصود یہ ہے کہ فرد کے شعور کی رہنمائی اور نشوونما اس انداز میں کی جائے کہ اس کا ذاتی شعور بالآخر کائناتی شعور میں مدغم ہو جائے اور یہ ادغام ایسا مکمل ہو کہ اس کی داخلی شخصیت آفاقیت میں جذب ہو کر تمام مخلوق اور ہر طرف پھیلی ہوئی کائنات کی وحدت اور اتحاد کی شاہد ہو جائے۔ اس سطح پہ پہنچ کر فرد اس حقیقت کے اثبات کا مشاہدہ کرتا ہے کہ انسان کی ذات بجائے خود ایک چھوٹی سی کائنات ہے اور وہ باہر کی کائنات کو اپنی ذات میں منعکس پاتا ہے۔

روزمرہ زندگی کے بارے میں فرد کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ استغنائے دین اور دنیا پسندی میں کوئی وجہ امتیاز نہیں اور یہ کہ زندگی ایک باہم آمیختہ کل ہے جسے اس طرح دو لخت نہیں کیا جاسکتا کہ ایک حصہ تو دینی ہو اور دوسرا دنیوی۔ لہٰذا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود یہ ہے کہ فرد کو پورے کامل اور جامع انداز میں زندگی بسر کرنے کا اہل بنایا جائے۔ زندگی کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر صرف اس ارضی زندگی کو مادی طریقے سے بسر کرنے تک محدود نہیں بلکہ اس مادی زندگی سے ماوراء ابدیت کے ساتھ بھی مربوط ہے جو انسان کو اس مفہوم میں بقائے دوام سے ہمکنار کرتی ہے جو خالدین فیہا ابداً میں مضمر ہے۔

اجتماع

اجتماع کے دائرہ حیات میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ رشد و ہدایت کا مقصود یہ ہے کہ انسانی اجتماع میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کر کے اُسے طبقاتی، قبیلوی اور قومی تنگناؤں سے نکالا اور وسیع تر انسانیت کی آفاقی وحدت میں ڈھالا جائے۔ آفاقی انسانی وحدت کا یہ نظریہ ہی اس فیض رساں بین الاقوامی ادارے کی تعمیر کا بنیادی پتھر ہے جسے خلافت کہا جاتا ہے وحدت و اتحادِ انسانیت کے اسی آفاقی تصور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کی الوداعی خطبے میں لیس العربی علی عجمی فضل الا بالتقویٰ کے الفاظ میں بیان کیا ہے (عرب کو غیر عرب پر خون اور رنگ کی بنیاد پر کوئی تفوق حاصل نہیں۔ امتیاز کا واحد معیار داخلی نیکی یعنی تقویٰ ہے)۔

خون، رنگ، ذات اور زبان کی بنیادوں پر امتیازات کی تنسیخ اور تقویٰ کی بنیادوں پر اعزاز و اکرام کی تاسیس پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ ارشاد میں آفاقیت کے انعکاس کی ایک روشن دلیل ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ ارشاد کی آفاقیت کی دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے غلامی کا انسداد کیا اور آنحضورؐ نے اپنے اعلان سے کہ ھلك کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ قیصر و کسریٰ کی مستبد شہنشاہیت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا تاکہ انسانیت پامال کرنے والے استبداد کی سلاسل اور زنجیروں میں مزید گرفتار نہ ہو سکے اور انسانوں کو اس امر کی آزادی ہو کہ وہ ایسے از کار رفتہ اور غیر فطری نظام ہائے حکومت کے جو صدعن سبیل اللہ کی ذیل میں آتے ہیں قدموں میں کچلے جانے یا دبائے جانے کی فکر سے آزاد ہو کر آفاقی خطوط پر اپنی تعمیر اور نشوونما کر سکیں۔

خواتین کی حیثیت بھی بلند کی گئی ہے اور افرادِ قوم خواہ وُہ چھوٹے ہوں یا بڑے آقا

ہوں یا ذکر سب کو آئینی حقوق حاصل ہیں اور اجتماع کی عالمگیر ہیئت تشکیل میں ہر ایک کو مناسب حیثیت دی جاتی ہے۔

اگر انسان اجتماعی معاشرے پر نظر دوڑائے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کے گرد متشکّل ہوا تھا تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاشرہ اپنے مزاج کے اعتبار سے فی الواقعہ آفاقی یا بین الاقوامی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس بین الاقوامی معاشرے میں حبشہ کے حضرت بلالؓ، روم کے حضرت صہیبؓ قبیلہ غفار کے حضرت ابوذر غفاریؓ، قبیلہ اشغر کے ابوعمرو اور بہت سے دوسرے لوگ اتحاد اور محبت کی اسلامی روح کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

توحید

بلند ترین آفاقی نقطۂ نظر جس کی تاسیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ارشاد سے ہوئی عقیدۂ توحید ہے۔ توحید سے مراد محض یہ نہیں کہ انسان صرف ذہنی عقیدے کے طور پر اللہ کی وحدانیت کا اظہار کرے بلکہ زندگی کی طرف رویے اور عبادت گذاری کے خالص رویتے میں بھی جو خدا اور صرف خدا کے لئے مختص ہو ایسا ہی اظہار ہونا چاہیئے۔ اس ذہنی رویتے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان عملاً اس عقیدے پر کاربند ہوجاتا ہے کہ خدا ایک ہے جو تن تنہا کائنات کے تمام معاملات کو انجام دیتا اور ہر شے کی جس میں ہر فرد انسانی بھی شامل ہے نگہبانی کرتا ہے صرف وہی لائق عبادت ہے اور صرف اسی کے سامنے جھکنا اور کسی اور کے سامنے نہ جھکنا چاہیئے۔ (وہ اس نتیجے پر بھی پہنچا ہے) کہ انسانیت ایک وحدت ہے اور ہر جگہ وحدت ہی کار فرما ہے۔ یہ عقیدہ انسان کو عالمگیر آزادی عطا کرتا ہے اس ضمن میں اقبال کی تحریرات میں سے ایک اقتباس مناسب ہوگا۔ اقبال فرماتے ہیں۔

"اس نئے تمدن (یعنی اسلام) نے توحید کے عقیدے پر عالمی وحدت کی بنیاد رکھی۔ سیاسی عمل کے طور پر اسلام اس اصول کو نوع انسانی کی شعوری اور جذباتی زندگی میں ایک زندہ اسلوب عمل بنانے

کا ایک ذریعہ ہے۔ اسلام تخت و تاج کے ساتھ نہیں اللہ کے ساتھ وفا کا تقاضا کرتا ہے اور چونکہ تمام زندگی کی روحانی اساس اولی خدا کی ذات ہے اس لئے خدا کے ساتھ وفاداری کا مطلب خود اپنی مثالی فطرت کے ساتھ وفاداری ہے۔ اسلام کے دیئے ہوئے تصوّر کے مطابق ہر قسم کی زندگی کی روحانی اساس اولی ابدی ہے اور وہی تنوّع اور تغیّر کی صورتوں میں اظہار ذات کرتی ہے۔ حقیقت کے اس قسم کے تصوّر پر مبنی معاشرے کو اپنی زندگی میں دوام اور تغیّر کی شئوں میں توافق پیدا کرنا پڑتا ہے اس کے پاس اپنی اجتماعی زندگی کو منضبط کرنے کے لئے ابدی اصول ہونے چاہئیں کیونکہ ابدیت ہیہم تغیّر کی دنیا میں ہمارے لئے مقام قرار مہیا کرتی ہے لیکن جب ابدی اصولوں کے بارے میں یہ فرض کر لیا جائے کہ ان میں ممکنات تغیّر کی کوئی گنجائش نہیں حالانکہ قرآن حکیم کی رو سے ایسے ممکنات اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نشانیاں ہیں تو ان اصولوں میں ان (شئوں زندگی) میں جمود پیدا کرنے کا میلان ہو جاتا ہے جو اپنی فطرت کے اعتبار سے لازمی طور پر حرکت پذیر ہیں" اقبال کہتے ہیں ایک عملی تصوّر کی رُو سے توحید مساوات، استحکام اور آزادی کا نام ہے اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق ریاست ان مثالی اصولوں کو زمان و مکان کی قوتوں میں متبدل کرنے اور انہیں ایک واضح انسانی تنظیم کے اندر بار آور کرنے کی آرزو کو پورا کرنے کی جدوجہد کا نام ہے"۔

اسلامی احکام اور طریق عبادت

فرد کی تعمیر و ترقی کے لئے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبادت گزاری کی ایک ایسی وضع کی تعلیم دی ہے جو ایک معجونِ مرکب (قوّت بخش مرکب) کی طرح ہے اور فرد کے جوہرِ ذات اور شخصیت کی عمومی آفاقی اور متوازن نشوونما کے لئے قوّت بخش ہوتی ہے اسی طرح باقی سب ارکانِ دین اور تمام خصوصی اقدار جن کا درس قرآن دیتا ہے مثلاً اقراء (پڑھو) تفکر و تدبّر (مشاہدۂ اشیاء اور ان کے بارے میں ذہنی سوچ) عالم انفس و آفاق (داخلی اور خارجی

کیفیات) میں جستجو اور تحقیق نون والقلم کی قدر منفعت اور قم فانذر کی اقدار ایک عمدہ اور سرگرم زندگی بسر کرنے کے لئے راہ بناتی اور نیکی کی تبلیغ کرتی ہیں۔ یہ اور ان کے علاوہ دیگر اقدار مثلاً جائز معاش زندگی کے حصول اور طلب علم کے لئے سیاحت و تجارت کی اقدار (قل سیروا فی الارض) ذکر و اذکار کے وسیلے سے اندرونی روشنی اور شعور کی پرورش و پرداخت عرفان الٰہی کے شعور کی نشوونما، یہ سب اقدار فرد اور معاشرہ کی متوازن مکمل اور آفاقی تعمیر کے وسائل ہیں تاکہ انسان آفاقیت کی میزان میں ارفع ترین معیار پر پہنچنے کے قابل ہو سکے اور اس طرح اس میزان میں توازن پیدا کر کے خیر و برکت حاصل کرے اور ان انعامات کے اثمار شیریں سے شادکام ہو سکے جو بعثت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعلمین ہی کی بدولت بنی نوع انسان کو عطا ہوئے ہیں۔

بے شک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کا نتیجہ ہے کہ آپؐ کے پیروؤں کو خیر امۃ کے خطاب سے مشرف کیا گیا اور کوئی بھی قوم اس خطاب کی مستحق ہو سکتی ہے بشرطیکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں جو قرآن حکیم کی شہادت کے مطابق مکمل، متوازن اور متوافق شخصیت اور کردار کی عظیم ترین اور ارفع ترین مثال ہے (و انک لعلیٰ خلق عظیم)

پیغمبر اسلام تمام زمانوں کے لئے پیغمبر ہیں۔ آپ کی تعلیمات آفاقی اور تمام بنی نوع انسان کے لئے تشریع دوام کا حکم رکھتی ہیں۔ ان تعلیمات کی اقدار انسانی وحدت، عالمی اخوت، مساوات و حریت، اکتساب علم، ذہنی اور روحانی پیش رفت کے حصول کو مؤکد کرتی ہیں اور یہی صفات ہیں جو روحانی اور دنیوی زندگی کے تمام شعبوں میں کثیر الابعاد ترقی اور پیش قدمی کی بنیاد قائم کرتی ہیں یہاں تک کہ ان اقدار کی بدولت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حریت، آزادی، انسانی وقار

محنت کی عظمت، علم کی پیش رفت، سائنسی جستجو اور فطرت کے طبعی قوانین کی دریافت۔ جو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدانوں میں آگے بڑھنے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ کی شمع بردار بن جاتی ہے۔ انہی حقائق کی بنا پر جدید مورّخین نے بیانگ بلند اعلان کیا ہے کہ مسلمانوں نے صرف سائنسی دریافتیں ہی نہیں کی ہیں بلکہ سائنسی اندازِ فکر کا تولد ہی مسلمانوں کا مرہونِ منت ہے جو قرآن حکیم کی تعلیمات اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں تفکّر اور تدبّر کو دینی فرائض کا درجہ دیتے تھے۔

ذاتِ باری تعالیٰ ہمیں دائمی خیر و برکت کی دولت سے مشرّف فرمائے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور ان کی روح اور عملی صورت کو جزوِ زندگی بنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس طرح ہمیں خیر الامم کے درجے تک بلند کرے کیونکہ دنیا میں اُمتِ مسلمہ کو اسی درجے پر فائز کیا گیا ہے۔